جماعت کی مخالفت اور الٰہی تائید و نصرت

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶/ نومبر ۱۹۸۴ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۹﴾ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ
رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ
اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ
ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛۖ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ
كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى
عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ
اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۰﴾ (الفتح: ۲۹-۳۰)

اور پھر فرمایا:

دنیا بھر سے جو خطوط موصول ہو رہے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آج کل جماعت کے دل اس نہایت ہی غلیظ اور ظالمانہ فیصلہ سے بہت ہی دکھی ہیں جسے پاکستان میں شرعی عدالت کے

فیصلہ کا نام دے کر بہت اچھالا گیا، اخبارات میں بھی اور ٹیلی ویژن پر بھی اور ریڈیو پر بھی اور بڑے فخر کے ساتھ بعض علما کو پروگراموں میں پیش کیا گیا اور بار بار حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں انتہائی غلیظ زبان استعمال کر کے اپنی دانست میں انہوں نے اپنی فتح کے شادیانے بجائے۔

پاکستان سے جو خطوط آرہے ہیں ان میں تو شاید ہی کوئی ایسا ہو جس میں انتہائی درد اور کرب کا اظہار نہ کیا گیا ہو۔ بچوں کی طرف سے بھی اور بڑوں کی طرف سے بھی، مردوں کی طرف سے بھی اور عورتوں کی طرف سے بھی، ایک انتہائی دردناک کیفیت کا منظر سامنے آتا ہے ان خطوط کو پڑھ کر۔ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی کے بغیر تڑپتی ہو اس طرح نہایت ہی تکلیف سے احمدی احباب اور احمدی خواتین، بڑوں اور بچوں نے تڑپ تڑپ کر کچھ راتیں اور کچھ دن گزارے ہیں۔ میں ان کے لئے خود بہت دردمند ہوں جہاں تک بس چلتا ہے اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کرتا ہوں اور ساری جماعت جو ساری دنیا میں ہے اس کی یہی کیفیت ہے۔ ایک بدن کا ایک حصہ دکھ رہا ہو تو مومن کا سارا بدن سارا وجود اس دکھ کو محسوس کرتا ہے اس لئے پاکستان کے احمدی اس غم میں اکیلے نہیں۔ ایک تو براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں گستاخی کی خبروں سے ہر جگہ احمدی کا دل دکھا ہوا ہے۔ پھر پاکستان کے احمدیوں کی مجبوریاں اور لاچاریاں دیکھ کر دوہری تکلیف ہوتی ہے اس لئے واقعہ یہی ہے کہ کل عالم کا احمدی اس وقت شدید بے قراراور درد میں مبتلا ہے۔ لہذا میں اس مضمون میں آج کے خطاب میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانی چاہتا ہوں کہ یہ واقعات کوئی اتفاقی حادثات نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ایک وسیع عالمی تدبیر کا ایک حصہ ہیں اور جو کچھ آپ کے ساتھ آج ہو رہا ہے یہ ازل سے مقدر تھا کہ اسی طرح ہو اور اس میں جماعت احمدیہ کے لئے عظیم الشان خوش خبریاں پوشیدہ ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ یہ انتہائی غضب ناک کیفیت جو احمدیت کی دشمنی کی آج ہمیں نظر آرہی ہے اس کی طرف بھی دھیان کریں کہ یہ کس چیز کا نتیجہ ہے؟ قرآن کریم پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں یہ مقدر تھا کہ خوبصورت نرم و نازک کونپلوں کی طرح اسلام کا پیغام ازسرنو پھوٹے اور پھر دیکھتے دیکھتے بڑھتا چلا جائے اور جتنا وہ بڑھے اور نشوونما پائے اسی قدر دیکھنے والے دشمن اس پر غیظ و غضب میں مبتلا ہو جائیں۔

جن آیات کی میں نے تلاوت آپ کے سامنے کی ہے اس میں اسی مضمون کو دو حصوں میں بیان فرمایا گیا ہے۔ آغاز میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: هُوَ الَّذِىٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ ؕ وہی خدا ہے جس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا ہدایت اور دین حق کے ساتھ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ ؕ تا کہ اس دین کو بھی ساری دنیا پر غالب کر دے اور محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھی ساری دنیا پر غالب کر دے۔ یہ کیسے ہوگا! اس کی آگے دو تصویریں کھینچی گئی ہیں۔ ایک پہلا جلوہ اسلام کا جس میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے ابتدائی ساتھیوں کے ساتھ موجود تھے۔ یہ وہ جلالی شان تھی جس میں بڑی تیزی کے ساتھ اسلام نے پھیلنا تھا اور ایک دوسرا جلوہ بھی یہاں بیان ہے اور پہلا جلوہ تو تورات کے حوالے سے ہے اور دوسرا جلوہ انجیل کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے یعنی محمدی شان کو تو تورات کے حوالے سے بیان کیا گیا اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ ہی کی احمدی شان کو مسیح کی زبان سے بیان کیا گیا گویا مسیح کے زمانہ میں اس شان نے ظاہر ہونا تھا۔ چنانچہ گزشتہ علما اور مفسرین بھی اس آیت کی تفسیر میں یہی لکھتے چلے آئے کہ یہ اظہار حق جس کا وعدہ کیا گیا ہے یہ حضرت مسیح کے نزول کے وقت پوری شان سے دنیا کے سامنے ظہور پذیر ہوگا۔

چنانچہ یہ جماعت احمدیہ ہی ہے جس کا یہاں ذکر ہے اور ان آیات میں جو نقشہ ہے وہ یہ ہے کہ دیکھو ان کی مثال جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے دوبارہ اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت پر مامور ہونگے یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ کے وہ غلام جو آخرین کے دور میں ظاہر ہونے والے ہیں ان کی کیفیت ایسی ہوگی کہ جیسے روئیدگی زمین سے پھوٹے اور پھر وہ روئیدگی اپنی کونپلوں کو طاقت دے اور وہ کونپلیں پھر مضبوط ہو جائیں فَاسۡتَوٰى عَلٰى سُوۡقِهٖ اور پھر اپنے تنے پر مضبوطی اور شان کے ساتھ قائم ہو جائیں۔ يُعۡجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَـغِيۡظَ بِهِمُ الۡكُفَّارَ جو بونے والے ہیں بیج وہ تو اس کو دیکھ کر بہت ہی خوشی کا اظہار کریں، ان کے دل خوش ہو جائیں لِيَـغِيۡظَ بِهِمُ الۡكُفَّارَ لیکن منکرین اور کفار کے دل غیظ و غضب سے بھر جائیں۔ یہ اتنا واضح نقشہ ہے، غیظ و غضب کی وجہ بیان فرما دی گئی اور روئیدگی کی مثال ایسے پیار اور ایسی عمدگی کے ساتھ بیان کی گئی ہے کہ آپ اگر اس پر غور کریں تو حیرت ہوتی ہے کہ کس شان کے ساتھ یہ جماعت احمدیہ کے اوپر پوری اترتی ہے۔

پہلی بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ یہ نہیں فرمایا کہ روئیدگی پھوٹتی ہے اور پھر تنا مضبوط ہو جاتا ہے یا روئیدگی مضبوط ہو جاتی ہے فرمایا روئیدگی پھوٹتی ہے اور اپنی کونپلوں کو پہلے طاقت دیتی ہے۔اس میں نہ صرف یہ کہ گہرا فلسفہ بیان کیا گیا ہے الٰہی قوموں کی ترقی کا بلکہ جس حوالہ سے بات کی جارہی ہے زراعت کے حوالے سے اس کے بھی ایک راز کی گہری حقیقت پر روشنی ڈالی جارہی ہے، ایک زرعی قانون پر روشنی ڈالی جارہی ہے۔امر واقعہ یہ ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے بے خبر ہیں کہ جب بیج روئیدگی نکالتا ہے تو پہلے جب تک بیج اس کو طاقت دے کر آگے نہ بڑھا دے وہ روئیدگی خود اپنی طاقت سے ایک کونپل کو ظاہر نہ کرے اس وقت تک وہ بیرونی غذا کے محتاج نہیں ہوتے اور بیرونی غذا اس کو فائدہ پہنچا بھی نہیں سکتی۔اپنے پاؤں پر پودا نہیں کھڑا ہو سکتا جب تک پہلے بیج کی اس طاقت سے جو روئیدگی یعنی سبزے میں تبدیل ہو جاتی ہے براہ راست قوت نہ پائے۔

تو ابتدائی حصہ الٰہی قوموں کی نشوونما کا خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی ذاتی تربیت میں اور ان کی قوت سے فیض پا کر نشوونما پاتا ہے۔جس طرح انڈے میں ایک زردی ہوتی ہے جو غذا کا کام دیتی ہے چوزے کے لئے اگر چہ سفیدی سے اس کا جسم بنتا ہے لیکن زردی اسکے پیٹ میں غذا کے طور پر ہوتی ہے اگر وہ زردی موجود نہ ہو تو چوزہ نشوونما نہیں پا سکتا۔ناممکن ہے خواہ سارا جسم بھی بن جائے وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔تو فرمایا اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہوتے ہیں جو بیج بوتے ہیں اور پھر انہی کی طاقت سے ابتدائی روئیدگی کونپلوں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ان کی قوت قدسیہ ہے جو کارفرما ہوتی ہے،انکی روحانیت ہے جو ایک نئی زندگی عطا کرتی ہے اپنے ماننے والوں کو۔جب یہ واقعہ ہو جائے اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کا جماعت کا وقت آجائے یعنی اس الٰہی جماعت کا تو وہاں سے پھر یہ مثال شروع ہوتی ہے فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ پھر وہ مضبوط ہونی شروع ہو جاتی ہے، فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ پھر وہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جاتی ہے اس پر بلوغت کا وقت آجاتا ہے۔جب وہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہوتی ہے یہ ایک ایسی کیفیت ہے جسے دشمن برداشت نہیں کر سکتا اور شدید غیظ وغضب میں مبتلا ہو جاتا ہے اور پورا زور لگاتا ہے کہ اسکو مٹا دے۔

تو جماعت کے خلاف جتنی دشمنی ہے، جتنا غیظ آپ دیکھ رہے ہیں یہ لازماً اس بات کا نتیجہ ہے کہ آپ ترقی کر رہے ہیں، قرآن کریم کی پیشگوئی بعینہٖ اسی طرح پوری ہو رہی ہے اگر جماعت

احمدیہ ترقی نہ کرتی تو یہ غیظ وغضب نہ پیدا ہوتا اور غیظ وغضب کے باوجود جماعت ضرور ترقی کرے گی یہ دو خوشخبریاں ہیں جو اس آیت میں دی گئی ہیں کیونکہ نتیجہ یہ نکالتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیفیت کا کہ اگر چہ غضب بھی ان میں پیدا ہوتا ہے اسکے نتیجے میں لیکن خدا نے یہ تقدیر اس لئے جاری کی ہے تا کہ بیج بونے والوں کے دل خوش ہوتے چلے جائیں یعنی وہ بڑھتے چلے جائیں۔ اگر وہ بڑھیں گے نہیں تو انکے دل کیسے خوش ہو سکتے ہیں؟ تو غضب کے باوجود دلوں کی خوشی کا سامان ان کی ترقی میں ہے یہ راز بتایا گیا ہمیں اور جماعت کو یہ نکتہ سمجھایا گیا کہ جب شدید غضبناک حالتوں میں تم اپنے دشمنوں کو پاؤ گے تو اس وقت بھی تمہارے دلوں میں یہ خوشی ہونی چاہئے کہ تم ترقی کر رہے ہو شدید مخالفتوں کے باوجود، تلواروں کے سائے میں تم لوگ آگے بڑھ رہے ہو۔ اس طرف نظر رکھو گے تو تمہارا دل خوش رہے گا۔ اگر اپنی ترقی کی طرف نظر نہیں رکھو گے تو پھر تمہاری خوشیاں چھین لیں گے لوگ اس لئے خدا کی رحمتوں، خدا تعالیٰ کے افضال پر نظر کر کے وہ فرحت حاصل کریں جس کے لئے قرآن کریم کی پیشگوئی کے مطابق آپ پیدا کئے گئے ہیں۔ آپ کے دلوں کو خدا نے ترقی کی طرف نظر ڈال کر خوش ہونے کے لئے بنایا ہے اس لئے ان کے غضب سے آپ کی وہ مسرتیں جو اسلام کی ترقی کے نتیجے میں آپ کے دل میں پیدا ہونی چاہئیں وہ تو نہیں چھینی جا سکتیں تو اس طرف نظر ڈالیں اور اس سے طاقت حاصل کریں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ ہر غیظ وغضب کی حالت میں نہ صرف یہ کہ ترقی کرتی ہے بلکہ پہلے سے بڑھ کر ترقی کرتی ہے اور اس وقت یہی نظارہ ہم سب دنیا میں دیکھ رہے ہیں ایک بھی استثناء نظر نہیں آتا، ساری جماعت کی تاریخ میں کہ کبھی دشمن نے عناد کی آگ لگائی ہو اور جماعت کا کوئی حصہ جل کر بھسم ہو گیا ہو۔ ہر بار بلا استثنا جب دشمن نے آگ بھڑکائی ہے جماعت کندن بن کر نکلی ہے، پہلے سے زیادہ قوت سے ظاہر ہوئی ہے، پہلے سے زیادہ شان وشوکت کے ساتھ ابھری ہے، اس میں نئی نئی شاخیں پھوٹی ہیں، نیا وجود اس کو زندگی کے اعتبار سے ملا ہے، نئے نئے وجود ملے ہیں، نئے ملکوں میں پھر وہ قائم ہوئی ہے، نئی حدوں کو پار کر کے وہ آگے بڑھ گئی ہے۔ کوئی ایک سمت بھی ایسی نہیں آپ بتا سکتے جس میں جماعت دشمنی کے نتیجہ میں سکڑ گئی ہو، جہاں پیچھے ہٹ گئی ہو۔ زندہ قوموں کی ترقی کے جو بھی معیار آپ سوچ لیں ایک ایک معیار کو چسپاں کر کے دیکھیں۔ ہر معیار کے اعتبار

سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت نہ صرف آگے مسلسل بڑھتی چلی جارہی ہے بلکہ دشمنیوں کے وقت زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھ جاتی ہے۔

چنانچہ اس وقت جوایک طرف اِن دکھوں کی خبروں کی طرف نظر پڑتی ہے تو دوسری طرف اللہ کے ان فضلوں کی طرف بھی نظر پڑتی ہے کہ پہلے سے بہت زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ جماعت پھیلنی شروع ہوگئی ہے۔اب بعض دفعہ تو مجھے ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو سو بیعت فارموں کے جواب دینے کے لئے دستخط کرنے پڑتے ہیں اور ساری دنیا سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے نئی نشو ونما کی خبریں آرہی ہے۔لیکن یہ کیفیت ابھی اور بہت زیادہ شان کے ساتھ آپ کے سامنے ابھرنے والی ہے۔ابھی تو یہ آغاز ہے کیونکہ یہ وہ دور ہے جس میں ساری جماعت کو مبلغ بننا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اور اس کے لئے جب تک میری زندگی کا آخری سانس ہے میں کوشش کرتا رہوں گا کیونکہ وہ آخری ترقی جس کے لئے ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے تیاری کر رہے ہیں اور وہ آخری جنگ جو اسلام کی فتح کے لئے غیروں سے ہم نے لڑنی ہے اسکے لئے ایک فوج تیار ہورہی ہے خدا کے فضل سے،اس تیاری میں کچھ وقت ابھی لگے گا۔

جس طرح زمیندار جانتے ہیں جب وہ چھٹا دیتے ہیں بیجوں کا تو شروع میں اس محنت کا کچھ بھی نتیجہ دکھائی نہیں دیتا۔میں خود زمیندار رہوں اپنے ہاتھ سے کاشت کی ہوئی ہے۔مجھے پتہ ہے کئی دفعہ گندم کا چھٹا ڈالا اس کے بعد اسکو مٹی میں دبایا اور خصوصاً جب موسم ناخوشگوار ہو، ناموافق ہو تو بعض دفعہ بڑی دیر تک دانے نہیں نکلتے اور گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے کہ کیا ہو رہا ہے؟ ساری محنت مٹی میں دب گئی لیکن پھر خدا کے ہاں وقت مقدر ہیں، وہ محنت رنگ لاتی ہے اور خدا کے فضل سے کہیں کہیں سے روئیدگی پھوٹنے لگتی ہے اور زمیندار کی جو کیفیت ہوتی ہے اس کو دیکھ کر زمیندار ہی جان سکتے ہیں اس کو شروع میں تو جب جاتے ہیں کھیتوں میں تو تلاش کرتے ہیں کہاں سے کوئی دانہ پھوٹا ہوا ہے اور بعض دفعہ ایک صرف سارے ایکڑ میں یا بعض دفعہ سینکڑوں ایکڑوں میں جو پہلا سبزہ ان کو نظر آتا ہے اس کو دیکھ کر ان کا دل ایسا خوش ہوتا ہے کہ گویا سارے جہان کی دولتیں نصیب ہوگئی ہیں۔پھر رفتہ رفتہ وہ روئیدگی بڑھتی ہے اور اچانک مٹیالا رنگ سبزے میں تبدیل ہو جاتا ہے، سارا منظر ہی بدل جاتا ہے لیکن اس وقت بھی اس کی حالت اتنی نازک ہوتی ہے کہ جب تک بیج کی طاقت اس کو حاصل نہ ہو اس

وقت تک فصل اپنے پاؤں پر کھڑی نہیں ہوسکتی۔

چنانچہ میں بھی اسی کیفیت میں سے آج کل گزر رہا ہوں۔ تمام دنیا میں تمام جماعت کے ذرائع اس بات پر صرف ہورہے ہیں کہ احمدی جلد از جلد مبلغ بن جائے اور اس کوشش کے نتیجے میں اس وقت جو منظر ہے وہ یہ ہے کہ کہیں کہیں سے کوئی سبزی کا دانہ پھوٹتا ہوا دکھائی دے رہا ہے اس کے پیچھے جماعت کی انتظامیہ کی طاقت ہے جو اس بیج کی طرح ابھی ان کی سرپرستی کررہی ہے، اس روئیدگی کو بڑھا رہی ہے لیکن عنقریب آپ دیکھیں گے کہ جب ساری دنیا کا احمدی روئیدگی بن کر پھوٹے گا اور پھر مبلغ کی کونپل اس سے نکلے گی اور مضبوط ہو جائے گی اور پھر وہ ایک تناور درخت کی طرح اپنے قدموں پر کھڑا ہو جائے گا تو ساری دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک عظیم انقلاب برپا ہو جائے گا۔

یہی وہ طریق ہے اسی مثال میں خدا تعالیٰ نے ہمیں غالب آنے کی حکمت بھی بتا دی ہے۔ جس قوم کی مثال یہ ہو کہ کھیتی کی طرح تمہیں بویا جائے گا، کھیتی کی طرح تم نے بڑھنا ہے اور پھر جب تم پھوٹ جاؤ گے اور بڑھ جاؤ گے اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاؤ گے تو غیظ وغضب تو ضرور بڑھے گا لیکن یہ غیظ وغضب تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ کیوں کہ ہم نے اس خاطر پیدا کیا ہے اس کھیتی کو کہ اس کے بونے والے اسے دیکھ کر خوش ہوں۔ اگرچہ غضب بھی پیدا ہو رہا ہے لیکن غضب ہونا مقصد نہیں ہے مقصد اس کھیتی کا یہ ہے کہ اس سے بونے والوں کو خوشی نصیب ہو۔

تو اس لحاظ سے بہت ہی عظیم الشان مستقبل مجھے ان خطرات میں سے پھوٹتا دکھائی دے رہا ہے اور یہ فرضی باتیں نہیں ہیں ہر جگہ نئے مبلغ پیدا ہو رہے ہیں، نئے آدمی اپنے آپ کو دن رات تبلیغ کے لئے وقف کررہے ہیں۔ دعائیں کررہے ہیں اور ابھی ان کی کوششیں بھی پوری طرح روئیدگی میں تبدیل نہیں ہوئیں کیونکہ ساری جماعت کی کوششیں مبلغ بنانے والی تو ابھی نسبتاً بہت ہی کم ہیں جو روئیدگی کی صورت میں پھوٹی ہیں۔

میں تو اس تصور کے ساتھ ہی ایک عجیب عالم میں پہنچ جاتا ہوں خوشی کے کہ جب ساری جماعت اللہ کے فضل سے **مبلغین کی جماعت بن چکی ہو اور لکھو کھہا احمدی ساری دنیا میں مختلف ادیان کے اوپر اسلام کو اور محمد مصطفیٰ ﷺ کو غالب لانے کیلئے دن رات وقف کئے ہوئے ہوں اور یہ تصور ہی**

اتنا پیارا ہے، اتنا حسین ہے کہ اس میں کھو کر انسان جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ جب یہ ہوتا دیکھیں گے ہم تو کیا عالم ہوگا ہمارے دل کا! ساری دنیا کی طاقتیں آپ کو سمیٹنے کی کوشش کریں گی، تمام دنیا کی طاقتیں آپ کے گرد باڑیں لگانے کی کوشش کریں گی، تمام دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں دیواریں کھڑی کریں گی جس طرح پاکستان کی حکومت آج کل دیواریں کھڑی کرنے میں مصروف ہے لیکن خدا کی قسم آپ کے اندر ایسی قوتیں پیدا ہو جائیں گی خدا کی طرف سے کہ آپ چھلانگیں لگاتے ہوئے ہر اونچی دیوار کو پھلانگ کر آگے نکل جائیں گے، ہر حد کو توڑ دینگے اور لازماً اسلام کی یہ لہر ساری دنیا پر غالب آتی چلی جائے گی۔ یہ مقدر ہے احمدیت کا جو مجھے اس دشمنی کے پار اسکے دوسری طرف نظر آرہا ہے اس لئے جماعت کا ردعمل یہی ہونا چاہئے جو قرآن کریم نے مقرر فرمایا ہے۔ اس غیظ و غضب کو بھول جائیں اور اپنی ترقی کی طرف نگاہ کریں اور روئیدگی کی طرح پھوٹیں اور پھر اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں۔

پھر اس کے بعد جو مبلغ بن جائے گا پھر اس کو جماعت کو کہنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ یہ نقشہ بھی قرآن کریم نے کھینچا ہوا ہے اور بالکل فطرت کے مطابق ہے۔ ابتدا میں مبلغ کو بنانے کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے وہ بیج سے طاقت لے کر مبلغ بنتا ہے مگر ایک دفعہ بن جائے تو پھر سوال ہی نہیں پیدا ہوتا بیج اس کے ساتھ وابستہ ہی نہیں رہا کرتا وہ تعلق بھی بعض دفعہ ٹوٹ جاتا ہے پھر بھی وہ بڑھتا ہے اور پھولتا ہے اور پھلتا ہے اور نشوونما پاتا ہے۔ یہ ایک ایسا چسکا ہے کہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا جس کو تبلیغ کا چسکا ایک دفعہ لگ جائے پھر اس کو کہنے کی ضرورت نہیں ہوا کرتی کہ تم تبلیغ کرو ہاں بعض دفعہ روکنے کی ضرورت پڑتی ہے کہ میاں ذرا ہوش سے، آہستگی سے، ملائمت سے، نرمی سے، اتنا بھی زیادہ زور نہ دکھاؤ، روکنا پڑتا ہے پھر کئی مبلغین جن کو مجھے سمجھانا پڑتا ہے کہ اتنی تیزی سے نہ کرو کچھ حکمت سے بھی کام لو ذرا نرم روش اختیار کرو۔ لیکن جو مبلغ بنا ہوا ہو اس کو پھر یہ Coax کرنے کی یا انگیخت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ تم نے تبلیغ کرنی ہے۔ بعض گھرانے جو مبلغ بن چکے ہیں وہ رفتہ رفتہ اتنا بڑھ گئے ہیں کہ نہ ان کے اپنے آرام ان کے پیش نظر ہیں نہ بچوں کے آرام پیش نظر ہیں۔ بعض دفعہ انگلستان میں ہی بعض خاندان ہیں ساری ساری رات پھر وہ تبلیغ میں صرف کر دیتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں تو لگتا ہے باہر والے قربانی دے رہے ہیں لیکن ان سے پوچھیں تو وہ ایک ایسی لذت پاتے ہیں کہ ان کو روکنے والا ان کو برا لگتا ہے کہ یہ مجھے کیا کہہ رہا ہے؟ پس وہ کیفیت ہے

جماعت کی جس کا نقشہ قرآن کریم نے کھینچا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اسکی طرف بڑھ رہے ہیں اور اور بھی زیادہ تیزی سے قدم بڑھائیں گے۔

ابھی تک افریقن ممالک اور انڈونیشا کے بعد جرمنی اپنی بیداری کے لحاظ سے آگے آگے بڑھ رہا ہے اور انگلستان ابھی بہت پیچھے ہے۔ چودہ صرف بیعتیں ہوئی ہیں ان کی جب سے میں آیا ہوں اور جرمنی کی ستر سے اوپر ہو چکی ہیں اللہ کے فضل سے اور جو تیاری کی خبریں آرہی ہیں اس سے لگتا ہے کہ بہت سے بیج جو بس پھوٹنے کے لئے تیار بیٹھے ہوئے ہیں۔ اسی طرح ہالینڈ خدا کے فضل سے بہت اچھا کام کر رہا ہے بہت چھوٹی سی جماعت ہے لیکن گزشتہ چند مہینوں میں سات بہت اچھے، قابل، تعلیم یافتہ احمدی ہوئے ہیں جن کے ساتھ انشاء اللہ ان کا خاندان بھی آئے گا اور پھر جو احمدی ہوتے ہیں ان کے ساتھ خدا تعالیٰ اپنے فضل کے بھی عجیب عجیب کھیل کھیلتا ہے ایسی معجزانہ شان سے ان پر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ واقعات بھی عجیب روح پرور واقعات ہیں کثرت سے مختلف لوگ وہ واقعات لکھتے ہیں۔ بعض نو احمدی خود اپنے واقعات لکھتے ہیں کس طرح خدا نے ان سے پیار کا سلوک کیا خوابوں کے ذریعہ ان پر ظاہر ہوا، ان کو تقویت دی اور پھر معجزانہ طور پر اپنے قرب کا اور اپنے پیار کا جلوہ دکھا کر ان کے دلوں کو زیادہ مطمئن کیا، اپنی ذات پر زیادہ گہرا ایمان ان کے اندر پیدا کر دیا۔

ان واقعات میں سے ایک ہالینڈ کا واقعہ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ ایک تعلیم یافتہ عیسائی دوست تھے ان کو اسلام میں دلچسپی پیدا ہوئی۔ انہوں نے مسجد سے رابطہ قائم کیا اور یہ دلچسپی دراصل پیدا اس لئے ہوئی تھی کہ وہ کینسر کے مریض تھے اور ڈاکٹروں نے یہ اعلان کر دیا تھا ان کے متعلق یعنی ظاہر کر دیا تھا کہ ہماری سائنس کے مطابق پندرہ دن سے زیادہ یہ زندہ نہیں رہ سکتا تو ان کو شدید گھبراہٹ پیدا ہوئی کہ میں مرنے سے پہلے سچا راستہ تو پالوں، اپنے رب کے حضور جاؤں گا تو اس سوال کا کیا جواب دوں گا کہ تم نے مجھے تلاش بھی کیا تھا یا کہ نہیں؟ اس جذبہ سے اس فکر کے نتیجہ میں انہوں نے جستجو شروع کی اور جب وہ ہالینڈ مسجد پہنچے تو ایک دو دن کے اندر ہی ان کو اطمینان ہو گیا اور انہوں نے کہا الحمدللہ اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے اور بیعت فارم پر کر دیا اور ساتھ ہی دعا کے لئے کہا کہ اب دعا کرو، اللہ تعالیٰ مجھے کچھ زندگی اسلام میں دے تا کہ میں اسلام میں رہ کر کچھ خدمت کرسکوں۔ چنانچہ وہ پندرہ دن کی جو پیشگوئی کی تھی اس کو اب سات مہینے گزر چکے ہیں اور ان کی صحت

بجائے گرنے کے اتنی بہتر ہوگئی کہ اب وہ سفر پر آجکل امریکہ گئے ہوئے ہیں اور وہ خود حیرت زدہ ہیں کہ یہ مجھ سے کیا ہوگیا، مَیں نے تو جانے کی تیاری میں بیعت فارم پر کیا تھا یہ تو میرے جانے کے تو دن ہی ٹل گئے۔

تو ایک واقعہ نہیں بہت سے ایسے واقعات ہو رہے ہیں اور ویسے بھی ایک تو روئیدگی ہے غیروں کے مقابل پر ایک ہے اندرونی روئیدگی۔اس کی مثالیں میں بارہا آپکے سامنے بیان کر چکا ہوں اس کثرت سے جماعت کے اندر روحانیت زندہ ہو رہی ہے اور نشو ونما پا رہی ہے کہ ان گالیوں کا اگر صرف یہی پھل ملتا تو بھی بہت ہی بڑا اور پیارا پھل تھا۔ایک طرف گالیاں بکنے والے اپنے دلوں کو گندہ کر رہے ہیں، اپنی فطرتوں کو مزید مسخ کر رہے ہیں، ان کو لذت آ ہی نہیں سکتی ان چیزوں میں۔کبھی بدی میں بھی کوئی لذت ہے؟ جتنا مرضی وہ بولیں، جتنی مرضی گالیاں دیں، یہ کیفیت ان کے دل کی نہیں بدل سکتی جو خدا نے مقرر فرمائی ہے۔لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وہ غیظ وغضب میں مبتلا رہیں گے، غیظ وغضب والا جب تک وہ یہ نہ دیکھ لے کہ جس کے خلاف میرا غیظ ہے وہ مر چکا ہے، مٹ چکا ہے اس وقت تک اس کا غیظ مٹا نہیں کرتا۔تو آپ اپنی تکلیف دیکھ رہے ہیں ان کی تکلیف پر بھی تو نظر کریں کیا ان کا حال ہوگیا ہے؟ اچھے اچھے تعلیم یافتہ لوگ بھی بالکل پاگل ہوگئے ہیں۔غیظ وغضب میں گالیاں دے دے کر اپنے دلوں کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن آپ مریں تو دل ٹھنڈے ہوں نا ان کے! آپ تو بڑھ رہے ہیں انکی آنکھوں کے سامنے، مزید نشو ونما پا رہے ہیں۔

پس آپ کے دلوں کے لئے خدا نے فرحت مقدر فرمائی ہے اور اُن کے لئے غیظ وغضب مقدر فرمایا ہے اور وہ جو غیظ وغضب ہے وہ بہت زیادہ تکلیف دہ حالت ہے۔احمدی جو درد سے روتے ہیں اور گریہ وزاری کرتے ہیں اور بعض دفعہ اپنے اوپر بڑا رحم بھی کرنے لگ جاتے ہیں۔اوہو ہمارا کیا حال ہوگیا اے اللہ! ہم کہاں پہنچ گئے حالانکہ وہ خود جانتے ہیں ان سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ خدا کی راہ میں آنسو بہانے میں جو لذت ہے اس کا دنیا کی دوسری لذتیں مقابلہ ہی نہیں کر سکتیں اور حسد کے نتیجہ میں جلنا اور گالیاں دینا اس میں لذت ہی کوئی نہیں۔ان کے دلوں پر نظر ڈال کر دیکھیں تو وہ تو پاگل ہوئے پڑے ہیں بے چارے، ایک آگ میں جل رہے ہیں جو بھسم کر رہی ہے ان کو اور ان کو چین نصیب نہیں ہو رہا۔جتنا زیادہ آپ کو بڑھتا ہوا دیکھتے ہیں اتنا زیادہ تکلیف میں مبتلا ہیں۔واقعاتی

حالت تو وہی ہے جو قرآن نے بیان فرمائی ہے۔خدا عالم الغیب والشہادۃ ہے اس کی گواہی درست ہے اور واقعۃً اگر آپ غور کر کے دیکھیں تو عملاً وہ قابلِ رحم ہیں۔آپ کی تو لذت ،آپ کا تو درد ہی اور قسم کا ہے۔ایسی روحانی لذتیں پا رہی ہے ساری جماعت اور دن بدن ترقی کر رہی ہے کہ اللہ کے فضلوں کو دیکھ رہی ہے۔اس کے مقابل پر وہ حسد میں جلنے والے ان کی لذت کیسے ہوگی؟ گالیاں دے دے کر لذت کبھی کسی کو آئی ہے؟ پاگل ہو جاتے ہیں بول بول کر، جھاگیں نکال نکال کر گھر واپس جاتے ہیں پھر ان کو چین نہیں آتا کہ ہم کیا کریں، کچھ پیش نہیں جارہی، ابھی بھی یہ بڑھ رہے ہیں! ابھی بھی یہ بڑھ رہے ہیں! **ان کے لئے حسرتیں لکھی ہوئی ہیں۔آپ کے لئے امنگوں کا پورا ہونا مقدر ہے۔زمین وآسمان کا فرق ہے آپ میں اور ان میں اس لئے بظاہر جو اُن کے غلبہ کی حالت ہے بظاہر جو ان کی فتح کی حالت ہے۔دراصل اس غلبہ اور فتح میں ہی ان کی نکبت اور ذلت اور ادبار لکھے گئے ہیں اور دیکھنے والی آنکھ دیکھ رہی ہے کہ ان کی حالت قابلِ رحم حالت ہے وہ قابل فخر حالت نہیں ہے۔**

پھر خدا تعالیٰ ایسی عظمتیں عطا فرما رہا ہے جماعت کو کہ حیرت ہوتی ہے دیکھ کر بعض ایسے اضلاع جہاں بعض گزشتہ ابتلاؤں میں نہایت ہی کمزوری دکھائی تھی جماعت نے اور ان واقعات کو بعض ادوار میں ہم نے دیکھا ہے جب ہم غور کرتے ہیں ان واقعات پر تو شرمندگی محسوس ہوتی ہے کہ بعض احمدی جماعتوں نے کمزوری دکھائی۔انہیں علاقوں میں اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسی عظمتِ کردار پیدا ہوگئی ہے، ایسا ایثار کا جذبہ بیدار اور زندہ ہو گیا ہے کہ وہ تو آسمان کے ستاروں کی طرح آج روشن دکھائی دئے رہے ہیں۔ایک ایک آدمی، ایک ایک عورت، ایک ایک بچہ شدید مخالفتوں کے مقابل پر یوں کھڑا ہے جیسے چٹان کھڑی ہو سیلاب کے سامنے۔ایک ذرہ بھی ان کو پروا نہیں۔کوئی خوف ان کے اوپر نہیں ہے۔ان کے واقعات جب آتے ہیں نظر کے سامنے تو میرا دل تو سجدے کرتا ہے خدا کے حضور کہ عجیب شان ہے تیری! اتنے خطرناک حالات میں اتنی کمزور جماعتوں کو تو نے کیسی طاقت عطا فرما دی! تو جس جماعت کو خدا اس طرح حوصلے دے رہا ہو اس کا نقصان کا سودا کون سا ہے؟

اس جماعت کے واقعات میں آپ کو بتاتا ہوں مثلاً ایک دلچسپ واقعہ کہ ایک گاؤں ہے چھوٹا سا ایک بڑے گاؤں کے قریب نسبتاً جہاں صرف ایک احمدی گھرانہ تھا۔جب انہوں نے قصبوں میں زور لگایا، احمدیوں کو جیلوں میں پھینکا، سلام کرنے کی سزائیں دیں، ٹھٹھیوں میں بند کیا، طعنے

دیئے، جلوس نے گالیاں دیں، ہر طرح کوشش کر کے دیکھ لی اور جب دیکھا کہ ایک بچہ، ایک عورت، ایک مرد کوئی ایک بھی اپنے دین سے نہیں پھرا اور بڑی شان کے ساتھ سر اٹھا کر پھرتا ہے اور ایک ذرہ بھی اس نے کمزوری نہیں دکھائی تو انہوں نے پھر اعلان کرنا شروع کیا مساجد میں تقریریں شروع کر دیں کہ اب ان کا ایک ہی علاج ہے کہ ان سب کو آگیں لگا دو، مکانوں میں زندہ جلا دو۔ بڑی شدید اشتعال انگیز تقریریں شروع کیں، کسی احمدی کے ماتھے پر کوئی بل نہیں پڑا بالکل، کوئی خوف ظاہر نہیں ہوا اور اسی طرح وہ سر اٹھا کر ان کی گلیوں میں پھرتے رہے کہ اب جو کرنا ہے کر و ایک ذرہ بھی ہم نے تمہارے سامنے نہیں دبنا، جو پیش جاتی ہے تمہاری تم کر کے دکھا دو۔ ان دنوں کی بات ہے، ابھی بھی ویسے ہی دن چل رہے ہیں کہ جس گاؤں کا میں نے ذکر کیا ہے وہاں کا ایک احمدی جو گھر کا سربراہ ہے وہ کراچی گیا ہوا تھا تو کراچی میں اس نے جب یہ خبریں سنیں وحشتناک تو اس کا ایمان ڈول گیا دور بیٹھے۔ اپنے لئے تو شاید نہ ڈولتا لیکن اس نے اپنی بیوی، اپنی ماں، اپنے کمزور بچے پیچھے چھوڑے ہوئے تھے۔ اس نے ایک گاؤں کے مولوی کو خط لکھا جو نسبتاً بڑا گاؤں پاس ہے اور خط میں نے اس نے لکھا کہ دیکھو مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس طرح تم لوگ ارادہ کر رہے ہو تو میں مرزائیت سے توبہ کرتا ہوں اس لئے بجائے اس کے کہ تم میرے گھر کو آگ لگاؤ اور جا کر تکلیف دو میرے معصوم بچوں کو میں تمہارے سپرد کرتا ہوں اور میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ آؤں گا تو تمہاری مسجد میں کھڑے ہو کر اعلان بھی کر دوں گا کہ میرا جماعت سے کوئی تعلق نہیں اس لئے اب تم ان کو جا کر تسلی دو اور ان کی حفاظت کا انتظام کرو۔ مولوی صاحب تسلی دینے پہنچ گئے وہاں گھر اس کی بوڑھی ماں اور بیوی گھر میں تھے جب انہوں نے سنا تو ان کو تو آگ لگ گئی۔ انہوں نے کہا مولوی! تم کس خیال میں آئے ہو! تم ہماری حفاظت کرو گے؟ جو کچھ تم سے بنتی ہے کرو، ہمارا صرف خدا حافظ ہے، ہمیں ایک ذرہ بھی پروا نہیں تمہاری حفاظتوں یا تمہاری دشمنیوں کی اور کس کی بات کر رہے ہو؟ اس شخص سے تو ہمارا کوئی تعلق ہی نہیں ہے جس شخص کا تم نے نام لیا ہے آئندہ اس کا نام ہمارے سامنے نہیں لینا اور پھر دونوں ماں اور بیوی نے ایک خط لکھا اس کو اور خط میں وہ لکھتی ہے ایک فقرہ اسکا میں آپ کو سناتا ہوں:

''اگر عید پر آ کر تم نے اعلان کیا کہ میں احمدی نہیں ہوں تو اس گاؤں میں اپنے لئے بیوی بھی اور کر لینا اور ماں بھی کسی اور کو بنا لینا۔ ہمارا تمہارے

ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ خبر دار! جو اس گھر میں قدم رکھ کے بھی دیکھا۔‘‘
یہ احمدی عورتوں اور بوڑھوں کی حالت ہے جو ایک شدید خطرناک علاقے میں دشمنوں کے درمیان گھرے بیٹھے ہیں۔ دشمن حفاظت کے لئے پیشکش کرتا ہے اور یہ اس حفاظت کو دھتکار دیتے ہیں ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے تمہاری حفاظتوں کی، صرف خدا ہے جو ہمارا حافظ و ناصر ہے۔

اسی علاقے میں اللہ تعالیٰ نے دلوں کو ڈھارس دینے کے لئے بعض دلچسپ رنگ میں اپنی تائید کے، اپنی نصرت کے اظہار بھی فرمائے۔ بظاہر چھوٹے سے واقعات ہیں لیکن حقیت یہ ہے کہ جن پر گزر رہی ہو جو صاحب تجربہ ہوں ان کو پتہ ہوتا ہے کہ بعض دفعہ پیار کے انداز بظاہر چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں لیکن ان میں کتنا گہرا پیار پوشیدہ ہوتا ہے۔

اب جو میں واقعہ آپ کو سنانے لگا ہوں اگر کوئی مخالف سنے تو ہنسے گا، مذاق اڑائے گا۔ وہ تو ہر بات پر مذاق اڑاتے ہیں کہ لو جی ان کا خدا اس طرح ان کی تائید کرتا ہے لیکن جن کا خدا جن کی تائید کرتا ہے ان کو پتا ہے کہ خدا کے ایک ہلکے سے اشارہ میں ایک غفلت کی نظر میں بھی کتنا پیار پوشیدہ ہوتا ہے اور کتنا لطف پوشیدہ ہوتا ہے۔ وہاں ایک احمدی دوست، جس علاقے کی میں بات کر رہا ہوں اسی بڑے گاؤں کے ایک احمدی دوست ہمیشہ عید کے موقع پر ایک بیل ذبح کیا کرتے تھے اور پرانا ان کا دستور تھا اور وہ بڑی محبت سے بڑے شوق سے بیل پالتے تھے اور پھر اسے اپنے گھر کے صحن میں ذبح کیا کرتے تھے۔ پچھلی جو عید آئی تو وہ قید کر لئے گئے، جو لوگ پکڑے گئے ان میں سے ایک یہ صاحب بھی تھے۔ کئی لوگوں کے نام لکھائے گئے کہ انھوں نے ہمیں دھمکیاں دیں ہمیں گالیاں دیں۔ بہر حال یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق فرضی قصہ مولویوں نے بنایا تھا کہ ہمیں قتل کی دھمکیاں دیں یہ ان میں سے تھے۔ عید کا دن آ گیا مگر اس صحن میں اس دن کوئی بیل ذبح نہیں ہو رہا تھا اور گھر والے بڑی حسرت سے یاد کر رہے تھے کہ کبھی عید کے دن ہمارا باپ یا بھائی یا خاوند جو بھی تھا وہ یہاں یہ کام کیا کرتا تھا، ذبح کرتا تھا خدا کے نام پر تو ایک عجیب نظارہ انہوں نے دیکھا۔ انہوں نے دیکھا کہ اچانک دروازہ کھلا ہے اور ایک بیل دوڑتا ہوا اس گھر میں داخل ہوا ہے اور اس کی گردن آدھی کٹی ہوئی ہے اور پیچھے پیچھے کچھ لوگ بڑی وحشت سے دوڑتے ہوئے داخل ہوئے صحن میں اور انہوں نے بیل کو پورے زور سے اسی گھر سے باہر نکالنے کی کوشش کی لیکن بیل نے انکار کر دیا، کسی قیمت پر وہ وہاں سے نہیں نکلتا

تھا۔ واقعہ یہ ہوا کہ اس گھر کے قریب ایک اور جگہ کچھ لوگ ایک بیل کو ذبح کر رہے تھے، ابھی آدھی گردن اس کی کٹی تھی کہ وہ اٹھ کر دوڑا اور دوڑ کر اس شخص کے صحن میں داخل ہوا۔ وہ احمدی جو قید تھا خدا کے نام پر اور جو اپنے گھر میں بیل ذبح کیا کرتا تھا اور پھر وہ نہیں نکلا یہاں تک کہ جس جگہ وہ بیل ذبح کیا کرتا تھا وہاں اس کو انہوں نے لٹایا تو پھر وہاں وہ لیٹا ہے اور وہیں اس کو ذبح کیا گیا۔ اب وہ بچارے تو شاید سمجھتے رہے ہوں کہ یہ وہ قربانی دے رہے ہیں یہ اللہ جانتا ہے کہ وہ قبول کس کی طرف سے ہوئی ہوگی۔ اب یہ چھوٹا سا واقعہ ہے لیکن اس سے خدا تعالیٰ کے پیار کا کیسا اظہار ہوتا ہے! کس طرح وہ باریک نظر سے اپنے بندوں کو دیکھتا ہے اور اپنے پیار کے چھینٹے دیکر انہیں زندہ رکھتا ہے۔

یہ تو پیار کے اظہار کا ہے، خدا تعالیٰ کے انتقام بھی اسی طرح جگہ جگہ ظاہر ہو رہے ہیں اور بڑی کثرت سے اطلاعیں مل رہی ہیں کہ انفرادی طور پر بعض احمدیوں کے دل دکھتے ہیں، ان کے دل سے ایک آہ نکلتی ہے تو اس رنگ میں خدا تعالیٰ فوراً حساب چکاتا ہے کہ وہ حیران رہ جاتے ہیں دیکھ کر۔ ایک احمدی استانی نے مجھے لکھا کہ میں ایک گاؤں میں استانی مقرر ہوئی جہاں کوئی احمدی نہیں ہے تو مجھے ایک غیر احمدی معزز خاندان نے جو بہت ہی شریف لوگ ہیں انہوں نے جگہ دی کہ تم بہت دور سے تو آ ہی نہیں سکتی اتنا دور ہے تمہارا اصل گھر یہاں ہمارے پاس ٹھہر جاؤ چنانچہ میں ان کے پاس ٹھہری ہوئی تھی۔ مخالفت جب ہوئی تو شور مچا دیا سب نے کہ اس کو گھر سے نکالو۔ گھر والے شریف تھے انہوں نے کہا ہم نہیں نکالیں گے۔ انہوں نے کہا اچھا اگر نہیں نکالو گے تو ہمارے گاؤں کے کنوئیں سے تم نے پانی نہیں بھرنا کیوں کہ اس پلید عورت کو گاؤں کا پانی پلایا جائے گاؤں کے کنواں کا یہ بھی ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے گھر میں نلکا لگا لیا اور پانی پینے لگے۔ کچھ دن کے بعد گاؤں میں شور پیدا ہوا کہ اس کنواں کا پانی جو ہے وہ کچھ بدل سا گیا ہے اس میں عجیب قسم کی بدبو پیدا ہونی شروع گئی ہے تحقیق کی تو پتہ لگا کہ ایک کتا وہاں گر کر مر گیا تھا جس کا کسی کو پتہ نہیں چلا۔ جب وہ گل کر بدبو چھوڑ گیا اس وقت جا کر ان کو پتہ چلا کہ جتنی دیر انہوں نے مرزائین کا پانی بند کئے رکھا ہے اتنی دیر وہ کتے کا مرا ہوا گندا پانی پی رہے تھے اور وہ عورت کہتی ہے کہ میرا دل جو تھا پہلے بڑا سخت درد محسوس کرتا تھا میں سخت بے قراری محسوس کرتی تھی دل میں کہ اے اللہ! مجھے کتوں سے زیادہ ذلیل سمجھا ہوا ہے انہوں نے کہ پانی جو میں پی لونگی دور بیٹھے وہ اور وہ اس پانی کو بھی پلید کر دے گا جہاں سے نکل

کر آیا ہے! تو جب خدا نے یہ نظارہ مجھے دکھایا تو ایسی مجھے لذت حاصل ہوئی خدا کے پیار کے اظہار پر کہ سارے دکھ پچھلے بھول گئے بلکہ میں شرمندگی محسوس کرتی ہوں کہ میں نے اس بات پر تکلیف کیوں محسوس کی؟

یہ جو ایک دو واقعات میں بیان کر رہا ہوں وقت کی مناسبت سے مجبوراً تھوڑے واقعات بیان کرنے پڑتے ہیں۔ایک دفعہ، دو تین پچھلے خطبے لمبے ہو گئے تھے تو ہمارے ایک نوجوان ہیں نوجوان تو نہیں مگر بہر حال بوڑھے بھی نہیں ہوئے ابھی مخلص ہیں بچارے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے جمعہ پر اور ذیابیطس کے مریض ہیں تو انہوں نے مجھ سے شکوہ کیا کہ آپ نے اتنا خطبہ لمبا دیا کہ میرا تو بھوک کے مارے برا حال تھا، میں ذیابیطس کا مریض ہوں مجھے لگتا تھا میں بے ہوش ہو کر جا پڑوں گا۔واقعہ یہ ہے کہ مجھے علم ہے بعض دفعہ خطبے لمبے ہو جاتے ہیں لیکن اصل میں صرف آپ نہیں ہیں جو میری آنکھوں کے سامنے بیٹھے ہیں۔پاکستان کے لوگ بچارے اتنا ترسے ہوئے ہیں کہ ان کو لمبے خطبے بھی چھوٹے لگتے ہیں اور اکثر مجھے یہ شکوہ آتا ہے ہر خط میں کہ ابھی ہم نے شروع ہی کی تھی Tape تو ختم بھی ہو گئی، ہم تو انتظار کر رہے تھے کہ ابھی اور مزہ آئے گا تو اچانک Tape ختم ہو گئی اس لئے بعض دفعہ آپ کو اگر صبر کا مظاہرہ کرنا پڑے، کوفت بھی اٹھانی پڑے تو اگر ان بھائیوں کا خیال کریں گے تو آپ کو اللہ تعالیٰ اس کی جزا عطا فرمائے گا۔غالب کہتا ہے:

کیوں نہ چیخوں کہ یاد کرتے ہیں
میری آواز گر نہیں آتی

(دیوان غالب صفحہ:۲۵۰)

میرا بھی یہی حال ہے۔میں تو اپنے لئے نہیں بولتا مجھے تو ان پیاروں کی یاد آتی ہے جوان دنوں کو ترس گئے ہیں جب مسجد اقصیٰ میں خطبے ہوا کرتے تھے، لوگ اکٹھے ہوا کرتے تھے، باہر سے دور دور سے لوگ آتے تھے اور وہ یادیں ان کو آتی ہیں، تو انتظار ہی ان کا اب یہ رہ گیا ہے کہ کب ٹیپ (Tape) آئے اور کب ہم ان آوازوں کو سنیں۔

جہاں تک اہل ربوہ کا تعلق ہے میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا کہ خدا کے فضل سے ان کو غیر معمولی قربانی کی توفیق مل رہی ہے اور نشو ونما ان کے ہاں بھی بڑی حیرت انگیز ہو رہی ہے۔سارے

پاکستان میں ایمان کی عجیب کیفیت ہے، یوں لگتا ہے کہ روحوں پر انقلاب برپا ہو گیا ہے۔ جن لذتوں سے بالکل نا آشنا، نابلد تھے لوگ ان روحانی لذتوں کو پا گئے ہیں اور اب ان لذتوں سے دل لگا بیٹھے ہیں۔ عبادتوں کے رنگ بدل گئے، گفتگو کے رنگ بدل گئے، باہمی تعلقات کے رنگ بدل گئے۔ اس کثرت سے اطلاعیں آرہی ہیں ایک دوسرے کو معاف کرنے کی میں نے پہلے بھی واقعات بتائے تھے کہ حیرت ہوتی ہے یہ دیکھ کر گاؤں کے گاؤں ایسے ہیں جہاں شدید پرانی دشمنیاں چلی آرہی تھیں اب وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مبتلا ہو کر ان کی کیفیات بدل گئی ہیں رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ بنتے چلے جارہے ہیں تو اہل ربوہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایمان میں عجیب ترقی کر چکے ہیں چنانچہ ایک نوجوان کے ایک خط سے اقتباس آپ کو سناتا ہوں وہ لکھتے ہیں:

”ربوہ کی مقدس سرزمین کے شب وروز کا تذکرہ کرنے لگا ہوں اور معصوم چہروں والے اداس اداس پھرنے والے اپنے امام کے انتظار میں بے قرار آنکھوں والے صبر کی انتہائی بلندیوں کو چھونے والے فقیروں کی داستان بیان کرنے لگا ہوں۔

حضور! نفوس میں عجیب اور عظیم الشان تبدیلی کا بڑا ہی دلکش منظر ہے۔ جوں جوں آگ نفرت کی، غلیظ گالیوں کی، فتنوں کی، حقوق کی تلفی کی اور زندگی چھین لینے کی بھڑکائی جارہی ہے آپ کے درویش کندن بن رہے ہیں، ان کے چہرے دن بدن روشن ہوتے جارہے ہیں۔ ابھی کچھ دن پہلے کا واقعہ ہے کہ خاکسار نے آپ کا ۲۱ ستمبر ۱۹۸۴ء کا خطبہ جمعہ محلّہ کے کچھ احباب کو سنانے کا انتظام کیا، کیسٹ لگا کر ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا، جیسے ہی تلاوت کی آواز کمرے میں گونجی چہرے اس طرح کھل اٹھے اور روشن ہو گئے جس طرح اندھیرے کمرے میں اچانک کسی نے روشنی کر دی ہو۔ وہ چہرے جو کچھ دیر پہلے تھکے تھکے مرجھائے مرجھائے اور اداس تھے، کچھ دنیاوی کاموں کی وجہ سے، کچھ مسجد اسٹیشن کے لاؤڈ سپیکروں سے آنے والی مولانا کی گندی گالیوں کی وجہ سے۔ یہ سب مزدور پیشہ لوگ تھے، کوئی چائے کا کام، کوئی روغن کا کام، کوئی

مستری کا کام کرتا ہے۔ یہ اس طبقہ کے لوگ تھے جو روزمرہ کے معاملات میں عموماً سخت دل ہوتے ہیں۔ ان کی گھریلو زندگی بسا اوقات تلخیوں کا شکار ہوتی ہے اور وہ اپنی اولاد سے بھی بعض دفعہ بہت سختیاں روا رکھتے ہیں۔ اس عمومی مشاہدہ کے نتیجہ میں مَیں بھی انہیں سخت دل ہی سمجھا کرتا تھا مگر جیسے جیسے باتیں آگے بڑھتی گئیں ان کی آنکھوں سے عقیدت اور پیار کے انمول موتی موسلا دھار بارش کی طرح برسنے لگے اور برستے چلے گئے۔ آج مجھے یہ سب بہت معصوم اور پیارے لگ رہے تھے اور نرم خو بچوں سے بھی زیادہ نرم دکھائی دے رہے تھے۔ جیسے ہی احمدیت کے ان دیوانوں نے یہ الفاظ سنے ”اے ربوہ کے مقدس درویشو! اور اے خدا کے در کے فقیرو میں تو مَلا جا چکا ہوں“۔ تو خدا کی قسم دھاڑیں مار مار کر رونے لگے جیسے دریا کا بند اچانک ٹوٹ جائے۔ میں حیران و پریشان یہ منظر دیکھتا رہا۔ اس وقت ہوش آیا جب آنکھوں سے گرم گرم قطرے ٹپک ٹپک کر مجھے تر کرنے لگے۔ جانے کب سے یہ سلسلہ عشق جاری تھا میں نے سوچا ہاں یہی لوگ خلیفہ وقت کے اصل درویش ہیں۔ ہاں یہی اللہ کے در کے فقیر ہیں۔ ربوہ کے ان باسیوں کو آپ کس نام سے پکاریں گے۔ دلوں کو چیر کر کون سے پیمانے سے اس پیار اور محبت اور عقیدت کو ماپا جائے گا۔ ان کا بس چلے مگر افسوس کہ ان کا بس نہیں چلتا۔ دنیاوی لوگوں کو تو بڑے بڑے خطابات سے نوازا جاتا ہے اور وہ ان خطابات کے نتیجہ میں اپنی بڑائی اور تکبر میں اور بھی زیادہ آگے نکل جاتے ہیں۔ مگر اے جان سے عزیز آقا! ربوہ کے بسنے والے یہ لوگ درویش اور خدا کے در کے فقیر کے خطاب سے اس قدر خوش ہیں کہ خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔ ان کو معلوم ہے کہ یہ آسمانی خطاب ہیں جو ان کے چہروں پر لکھے گئے ہیں ۔عجیب شان ہے ان کی

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم“۔

تو ایک طرف دشمن گندگی میں غیظ وغضب میں اپنے نفس کو جلانے میں بہت تیزی کے

ساتھ آگے بڑھ رہا ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ احمدیوں کو اپنے فضل سے روحانیت کے بلند سے بلند تر آسمانوں کی طرف اڑائے لئے چلا جارہا ہے۔ یہ منزلیں خواب وخیال میں بھی نہیں آسکتی تھیں کسی ریڑھی لگانے والے کے، کسی موچی کے، کسی دن بھر مزدوری میں اپنی جان دلانے والے کے تصور میں بھی نہیں آسکتی تھیں۔ یہ روحانیت کی کیفیات ہیں جو اللہ کے پیار کے نتیجہ میں نصیب ہوتی ہیں۔ تو وہ نشوونما جس کا ان آیات میں ذکر ہے جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تھیں وہ زندگی کے ہر میدان میں دکھائی دے رہی ہے اور جب یہ دکھائی دے رہی ہے تو کیسے ممکن ہے کہ غضب پیدا نہ ہو؟ اب ہم اپنا بڑھنا تو نہیں روک سکتے کہ غیر کو تکلیف ہوتی ہے اور غیر کی تکلیف آپ کا بڑھنا نہیں روک سکتی کیونکہ ان کے لئے مقدر نہیں ہے اس لئے بے فکر ہو کر آگے بڑھتے چلے جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے مجھے رؤیا کے ذریعہ بعض خوشخبریاں عطا فرمائیں اور پھر ایک بہت ہی پیارا کشفی نظارہ دکھایا جو میں آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ چند روز پہلے تقریباً دو ہفتے پہلے شاید اچانک میں نے ایک نظارہ دیکھا کہ اسلام آباد جو انگلستان میں ہے اس وقت ہمارا یورپین مرکز انگلستان کے لئے۔ وہاں میں داخل ہو رہا ہوں اس کمرے میں جہاں ہم نے نماز پڑھی تھی اور سب دوست صفیں بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں اسی طرح انتظار میں تو عین۔ مصلّے کے پیچھے چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب اپنی اس عمر کے ہیں نظر آرہے ہیں جو ۱۵/۲۰ سال پہلے کی تھی اور رومی ٹوپی پہنی ہوئی ہے، وہ جو پرانے زمانہ میں پہنا کرتے تھے اور نہایت ہشاش بشاش عین امام کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے دیکھتے ہی وہ نماز کی خاطر اٹھ کر کھڑے ہوئے اور میں ان کی طرف بڑھنے لگا کہ پوچھوں چوہدری صاحب آپ کب آگئے، آپ تو بیمار تھے اچانک کیسے آنا ہوا؟ تو وہ نظارہ جاتا رہا۔ آنکھیں کھلی تھیں اور جو منظر سامنے ویسے تھا وہ سامنے آگیا۔ تو اللہ تعالیٰ ایسی خوشخبریاں بھی عطا فرما رہا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی نصرت اور اسکے ظفر کے وعدے انشاء اللہ تعالیٰ جلد پورے ہوں گے تو یہ باتیں ان کے علاوہ ہیں۔ جماعت تو ہر حال میں ترقی کر رہی ہے جتنا خدا انتظار کروائے ہم کریں گے انشاء اللہ کیونکہ ہم کھو کچھ نہیں رہے ہمارے ہاتھ سے جا کچھ نہیں رہا۔ ایک دکھ ہے اللہ کے لئے جو ہمیں پہلے سے زیادہ اور آگے بڑھاتا چلا جارہا ہے اس لئے نقصان کا کوئی سودا تو ہے ہی نہیں، میں اس لئے تسلی نہیں دے رہا مگر میں یہ بتا رہا ہوں کہ اللہ کے رنگ عجیب ہیں۔ وہ بظاہر قربانی

لیتا ہے اور حقیقت میں وہ ترقی ہو رہی ہوتی ہے اور پھر اس مزے اس روحانی لذت کے بھی بدلے عطا فرماتا ہے۔ یہ وعدے ہیں خدا کے جن کی طرف میں آپ کو توجہ دلا رہا ہوں۔

چنانچہ اس کشفی نظارہ کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے ایک اور کرم یہ فرمایا جن دنوں پاکستان کے حالات کی وجہ سے بعض شدید کرب میں راتیں گزریں تو صبح کے وقت الہاماً بڑی شوکت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''**السلام علیکم**'' اور ایسی پیاری ایسی روشن کھلی آواز تھی اور آواز مرزا مظفر احمد کی معلوم ہو رہی تھی یعنی بظاہر جو میں نے سنی آواز اور یوں لگ رہا تھا جیسے وہ میرے کمرے کی طرف آتے ہوئے السلام علیکم کہتے ہوئے باہر سے ہی شروع کر دیا السلام علیکم کہنا اور اندر داخل ہونے سے پہلے السلام علیکم کہتے ہوئے آنے والے ہیں۔ تو اس وقت تو خیال بھی نہیں تھا کہ یہ الہامی کیفیت ہے کیوں کہ میں جاگا ہوا تھا پوری طرح لیکن جو ماحول تھا اس وقت اس سے تعلق کٹ گیا تھا۔ چنانچہ فوراً میرا ردعمل ہوا کہ میں اٹھ کر باہر جا کر ملوں ان کو اور اسی وقت وہ کیفیت جو تھی وہ ختم ہوئی اور مجھے پتہ چلا کہ یہ تو خدا تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہ السلام علیکم کا وعدہ دیا ہے بلکہ ظفر کا وعدہ بھی ساتھ عطا فرما دیا ہے کیونکہ مظفر کی آواز میں ''السلام علیکم'' پہنچانا یہ ایک بہت بڑی اور دوہری خوشخبری ہے اور پہلے بھی ظفر اللہ خاں ہی خدا تعالیٰ نے دکھائے اور دونوں میں ظفر ایک قدر مشترک ہے۔

تو اس لئے میں آپ کو اطمینان دلاتا ہوں، یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ ظلم کی آگ بھڑکانا بند کر دیں گے۔ ابراھیم علیہ السلام کے مخالفین نے ظلم کی آگ بھڑکانی بند تو نہیں کی تھی بھڑکانے کے نتیجہ میں خدا نے فرمایا تھا:

يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۷۰﴾ (الانبیاء: ۷۰)

چنانچہ آگ شاید اور بھی بھڑکائیں لیکن یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ آگ **اسی طرح آپ کی بھی غلام ہوگی جیسے مسیح موعود علیہ السلام کی غلام بنائی گئی تھی اور خدا تعالیٰ کی سلامتی کا وعدہ آپ کی حفاظت فرمائے گا۔ بالکل بے خوف ہوں اور شیروں کی طرح غراتے ہوئے اس میدان میں آگے بڑھتے چلے جائیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس الہام کے بعد مجھے کامل یقین ہے ایک ذرہ بھی اس میں شک نہیں، سارے میرے خوف خدا نے دور فرما دیئے ہیں اور میں کامل یقین رکھتا ہوں کہ یہ چند مولویوں کی لعنتیں کیا چیز ہیں ساری دنیا کی زمینی اگر لعنتیں ڈالیں گے، کروڑوں اربوں لعنتیں بھی اگر زمین سے**

اٹھیں گی تو خدا کی قسم زمین کی لعنتیں آپ کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گی۔ میرے خدا کا ایک سلام ایسی قوت رکھتا ہے کہ ساری لعنتیں اس سے ٹکرا کر پارہ پارہ ہو جائیں گی اور ناکام ہونگی اور نامراد ہونگی۔

خدا کی آواز میں السلام علیکم جماعت کو میں پہنچاتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ یہ سلامتی آپ کے مقدر میں لکھی جا چکی ہے۔ کوئی نہیں جو اس سلامتی کو مٹا سکے۔ یہ کیا چیز ہیں ان کی گالیاں کیا چیز ہیں؟ ان کا ایک ہی جواب ہے پہلے سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آپ آگے بڑھیں، زیادہ شان کے ساتھ اسلام کا قافلہ شاہراہ غلبہ اسلام پر آگے سے آگے بڑھتا چلا جائے۔ یہ شور وغوغا، یہ تو قافلوں کے مقدر میں لکھا ہوا ہے، ان کی آوازیں بے معنی اور حقیر ہیں اور یہ پیچھے رہ جانے والی آوازیں ہیں۔ ہر منزل پر نئے شور آپ سن سکتے ہیں لیکن ہر منزل کے شور مچانے والے پیچھے رہتے چلے جائیں گئے۔ ایک ہی علاج ہے کہ اپنی رفتار کو تیز سے تیز تر کر دیں یہاں تک کہ ان کا شور وغوغا آپ کی گرد کو بھی نہ پہنچ سکے۔ اس تیزی کے ساتھ، اس شان کے ساتھ غلبہ اسلام کی شاہراہ پر آگے بڑھتے چلے جائیں کہ دیکھتے دیکھتے وہ وعدہ جو اس آیت میں کیا گیا ہے لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ آپ کے ذریعہ ہاں آپ کے ذریعہ وہ دن ہم اپنی آنکھوں کے ساتھ ابھرتا ہوا دیکھیں، وہ سورج اپنی آنکھوں کے سامنے ابھرتا ہوا دیکھیں کہ اسلام سارے ادیان پر غالب آچکا ہو اور میرے آقا و مولا آپ کے آقا و مولا ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تمام دنیا پر غالب آچکے ہوں۔ ایک ہی خدا ہو اور ایک ہی رسول ہو اور ایک ہی راجدھانی ہو اور وہ اسلام کی راجدھانی ہو۔ (آمین)